

جمہوریت زوال پذیر ہے!

لیری ڈائمنڈ (Larry Diamond) ایک سیاسی اور سماجی سائنسدان ہے۔ امریکہ کی سٹیٹس ڈیولپمنٹ سے وابستہ لیری نے ٹھیک دس برس پہلے ایک منفرد تحقیق پیش کی تھی۔ عنوان تھا کہ جمہوریت بطور نظام پوری دنیا میں روبہ زوال ہے۔ اس نظام میں اتنے زیادہ تغیرات ہیں کہ یہ ناکام ہونے کی طرف سفر کر رہا ہے۔ اس نے ایک انوکھی لفظی ترکیب پیش کی۔ یعنی Political Recession۔ اُردو ترجمہ کیا کروں، سمجھ نہیں آرہا۔ دراصل مختلف زبانوں کے الفاظ کو دوسری زبان میں اسی زاویہ سے ترجمہ کرنا بے حد مشکل ہے۔ نزدیک ترین لفظی ترجمے تک تو پہنچ سکتے ہیں۔ مگر پوری طرح اس لفظ کو دوسری زبان میں ڈھال نہیں سکتے۔ خواہش ہے کہ لیری ڈائمنڈ کے الفاظ یعنی Political Recession کا کوئی ترجمہ کر دے۔ ایسا ترجمہ جو ان منفرد الفاظ کی روح کو برقرار رکھے۔

لیری نے ثابت کیا کہ پوری دنیا میں جمہوریت اس تیزی سے نشیب کی طرف سفر کر رہی ہے کہ نظام کے طور پر بے معنی ہو چکی ہے۔ اس نے ماہرین کے ساتھ ملکر پانچ بنیادی نکات تشکیل کیے، جنکی بنیاد پر یہ بتایا جاسکے گا کہ فلاں ملک کتنا جمہوری ہے یا جمہوریت پسند ہے۔ پہلا نکتہ یہ کہ اس ملک میں الیکشن کا طریقہ کار کتنا شفاف ہے اور اسکے طریقہ کار میں ملک کے تمام گروہ شامل ہیں کہ نہیں۔ مثال کے طور پر یو کے میں زیادہ تر لوگ عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو وہاں، الیکشن کے طریقہ کار میں اقلیتیں جیسے ہندو، مسلمان، بدھ مت یا یہودیوں کو کس حد تک شامل کیا گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں الیکشن کا نظام Pluralism پر قائم ہے یا نہیں۔ دوسرا نکتہ یہ کہ اس ملک کی حکومت کیسے کام کر رہی ہے۔ یعنی کیا حکومتی نظام عام لوگوں کے مسائل حل کر رہا ہے یا حکومت انکے مسائل سے بہت دور، صرف اور صرف لفاظی اور تقاریر پر گزارہ کر رہی ہے۔ بنیادی طور پر نظام حکومت کی بنیاد لوگوں کی فلاح پر مبنی ہے یا معاملہ کسی اور طرف جا رہا ہے۔ تیسرا نکتہ یہ ہے کہ کیا تمام سیاسی گروہوں یا پارٹیوں کو الیکشن اور حکومتی فیصلوں میں شامل کیا جاتا ہے یا نہیں۔ یعنی کیا یہ تو نہیں کہ اگر ایک حکومتی جماعت مضبوط ہے تو اپنے مخالف سیاسی پارٹیوں کو انصاف کے تقاضوں کے حساب سے الیکشن میں حصہ لینے کی بھرپور اجازت دے۔ کوئی ایسا چھپا ہوا عنصر نہیں ہونا چاہیے کہ کسی ایک مخصوص جماعت کو ان دیکھے طریقے سے اتنا فائدہ دیا جائے کہ اسکے سیاسی مخالفین بالکل بے بس ہو جائیں۔ یعنی تمام سیاسی عناصر کی بلا تفریق شمولیت ہونی چاہیے۔ چوتھا نکتہ بہت اہم ہے کہ ملک میں سیاسی کلچر کیسا ہے۔ یعنی کیا معاشرے میں انسانی رویے جمہوری ہیں یا اکثریت شدت پسندی کی طرف رجحان رکھتے ہیں۔ آخری نکتہ، انسانی حقوق اور شخصی آزادی پر مشتمل ہے۔ یعنی کیا اس ملک میں انسانی حقوق اور شخصی آزادی کو تحفظ حاصل ہے کہ نہیں۔ ان پانچ نکات کی بنیاد پر ساٹھ ایسے ذیلی نکات ہیں جو بتاتے ہیں کہ فلاں ملک جمہوری ہے کہ نہیں۔

لیری کے مطابق پوری دنیا میں صرف پانچ فیصد ملک اور انکے ملین مکمل جمہوری نظام میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایک اہم بات بھول گیا۔ وہ یہ ہے کہ پانچ نکات پر مشتمل دنیا کے تمام ممالک کو چار درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی قسم ان خوش قسمت ممالک کی ہے جہاں مکمل جمہوریت ہے۔ دوسرا درجہ، ناقص جمہوری ممالک کا ہے۔ اسکو Flawed Democracy کا عنوان دیا گیا ہے۔ تیسری

قسم، Hybrid حکومتوں کی ہے۔ یعنی وہاں نہ جمہوری نظام ہے اور نہ غیر جمہوری حکومتیں۔ یعنی یہ چوں چوں کا ایک مہرہ ہے جہاں جمہوریت کے خوبصورت الفاظ تو استعمال کیے جاتے ہیں، مگر وہاں حکومتی شخصیت پرستی ہے جو قانون کی حکمرانی پر یقین نہیں رکھتی۔ آخری یعنی سب سے نچلے درجہ "Authoritarian Regimes" کا ہے، جہاں کسی قسم کا کوئی قانون نہیں ہے۔ جو بھی حکمران کہے، وہی قانون بن جاتا ہے۔ حکومت کی گرفت اس درجہ مضبوط ہوتی ہے کہ بنیادی انسانی حقوق کے متعلق کوئی دھیان ہی نہیں دے سکتا۔ اس درجہ میں سب سے اعلیٰ لیکن ادنیٰ مثال شمالی کوریا کی ہے۔ معاملہ کو سادہ رکھنے کیلئے میں نمبروں کے اندر نہیں جانا چاہتا۔ لیکن دس نمبر کے اندر تمام ممالک کو انکی حکومتی رویوں کے مطابق نمبر دیے گئے ہیں۔

ناروے دنیا کا سب سے جمہوری رویہ رکھنے والا ملک ہے۔ مغربی یورپ کے اکثر ملک اس میں شامل ہیں جہاں "مکمل جمہوریت" ہے۔ مگر ایک انتہائی اہم بات جو ڈائمنڈ نے اپنی تحقیق میں ثابت کی ہے کہ دنیا کے بیشتر ممالک، آہستہ آہستہ جمہوری انڈکس کے حساب سے نیچے جا رہے ہیں۔ تمام کا لفظ استعمال نہیں کر رہا۔ ورنہ لکھا تو یہی ہے کہ تمام ممالک جمہوری انحطاط کا شکار ہیں۔ اس رپورٹ کے مطابق امریکہ میں بھی جمہوریت پرستی کے سفر کی طرف گامزن ہے۔ لاتعداد مثالوں سے ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ تنزلی کیوں ہے اور اسکے ثبوت کیا ہیں۔ جیسے سپین میں، ایک علاقہ، کیٹالونیا، علیحدہ ہونا چاہتا ہے۔ عوامی رائے جاننے کیلئے ایک ریفرنڈم بھی کروایا گیا۔ اکثریت نے فیصلہ کیا کہ کیٹالونیا کو سپین سے آزاد ہونا چاہیے۔ مگر مرکزی حکومت نے ریفرنڈم کے نتائج ماننے سے انکار کر دیا۔ اس عمل سے جمہوری انڈکس پر سپین تقریباً ناقص جمہوریت کے نزدیک نزدیک پہنچ گیا۔ اس طرح مالٹا میں کارو آنا گلینریا (Caruna Galizia) نام کے ایک شخص کو قتل کر دیا گیا۔ وہ شخص انٹرنیٹ کے ذریعے مالٹا میں حکومتی ٹولے کی کرپشن کو بے نقاب کرتا تھا۔ یہ بھی لکھتا تھا کہ مالٹا میں شخصی حکومت ہے جو کہ عام لوگوں کے حقوق دینا ہی نہیں چاہتی۔ ایک شخص کے قتل سے مالٹا کو جمہوری انڈکس میں کمترین جگہ پر آنا پڑا۔

بہر حال، مثالیں بے انتہا ہیں۔ اور "اکانوسٹ رسالہ" نے یہ پوری تحقیق شائع کر دی ہے۔ پاکستان کی طرف آئیے۔ تو اس انڈکس کی بدولت یہ "Hybird Regime" میں آتا ہے۔ یعنی یہ نہ جمہوریت ہے اور نہ ہی کچھ اور۔ شروع میں درج شدہ پانچ نکات کا جائزہ لیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ مسئلہ کیا ہے۔ الیکشن کا ملکی نظام انتہائی ناقص ہے۔ بین الاقوامی معیار تو دور کی بات، ہمسایہ ملک سے مقابلہ کریں تو الیکشن کا پورا پورا سوس ہی تعفن زدہ اور کمزور ہے۔ الیکشن کروانے کیلئے جو ادارہ ہمارے پاس موجود ہے، اسکی کارکردگی دو تین دہائیوں سے سب کے سامنے ہے۔ ایک مرل قسم کا ادارہ، جہاں ضعیف اور عمر رسیدہ لوگ متعین کیے جاتے ہیں۔ جو کوئی مضبوط فیصلہ کرنے کی اہلیت سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔ ممبران کا یہ حال ہے کہ ایک سابقہ ممبر نے اپنے پورے خاندان کیلئے بہترین پوسٹنگز اور مراعات لیں۔ تنقید کے باوجود استعفیٰ نہ دیا اور بڑے آرام سے وقت پورا ہونے پر گھر تشریف لے گئے۔ الیکشن کمیشن کو انتہائی مضبوط اور فعال ادارہ ہونا چاہیے جو بد قسمتی سے کسی بھی حکومت کے مفاد میں نہیں۔ اگر جمہوریت کی بنیاد قائم کرنے والے ادارہ کا کوئی حال نہیں، تو خاک، شفافیت آئیگی۔ یہ کھیل دہائیوں سے مسلسل کھیلا جا رہا ہے۔ جہاں تک Pluralism کا تعلق ہے۔ ہمارا ملک ابھی اس

بلند ذہنی سطح پر پہنچا ہی نہیں ہے کہ عقیدہ اور مذہب سے بالاتر ہو کر سوچے۔ اقلیتوں کو بھرپور تحفظ دے اور انہیں الیکشن کے نظام میں بلا روک ٹوک شامل کر سکے۔ خیر یہ ہوگا بھی نہیں۔ دوسرا نکتہ جو اس رپورٹ کے حساب سے اہم ہے وہ کسی بھی دور کی حکومتی کارکردگی ہے۔ اس پر کیا بات کی جائے۔ کسی بھی دور کی حکومت کو بغیر کسی تعصب کے اٹھا کر دیکھ لیں۔ عام لوگوں کی حالت عرصہ دراز سے بدتر سے بدتر ہوئی جا رہی ہے۔ خیر سے ایک بھی ایسی حکومت نہیں آئی جس نے لوگوں کے بنیادی ترین مسائل حل کرنے میں کامیابی حاصل کی ہو۔ کوئی سیکٹر دیکھ لیجئے۔ صاف پانی، صحت، روزگار، جہاں بھی نظر ڈالیے۔ گھمبیر مسائل کی ڈائن بال کھولے رقص کر رہی ہے۔ لفاظی، تقاریر اور رنگ بازی سے حکومتوں کو کامیاب یا ناکام ثابت کیا جاتا ہے۔ حقائق پر بات کریں تو سازش کا شور مچا دیا جاتا ہے۔ آئین میں تبدیلی کو لوگوں کی جیت بتایا جاتا ہے۔ مگر اصل میں انکے حالات، ویسے ہی ابتر رہتے ہیں جیسے پہلے تھے۔ تیسری اہم بات کہ کیا تمام سیاسی فریقین کو الیکشن میں شامل ہونے کیلئے یکساں مواقع دیے جاتے ہیں۔ جواب نفی میں ہے۔ ستر سال سے ایک مخصوص سیاسی جماعت کو الیکشن میں جیتنے کے تمام وسائل اور تحفظ فراہم کیے جاتے ہیں۔ جبکہ مخالف سیاسی گروہ، کسی بھی صورت میں اپنے سیاسی مخالفین سے جیت نہیں سکتے۔ ستر برس سے ایک بے رحم کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ آج بھی اسکی جھلک واضح طور پر نظر آ رہی ہے۔ اس ظالمانہ کھیل میں فریق بدلتے رہتے ہیں۔ چنانچہ گلہ کیسا اور شکایت کیسی۔ ہر جماعت، موقع ملنے پر ایک جیسا عمل کرتی ہے۔ ہر منہی کام کرنے کو اپنا حق سمجھتی ہے۔ سیاسی کلچر کی طرف نظر دوڑائیے۔ تو ہمارے ملک میں اعتدال، اصول پسندی، انصاف اور ذاتی مفادات سے اوپر اٹھ کر سوچنے کی ہمت کسی میں بھی نہیں ہے۔ اچھے الفاظ صرف اور صرف تقریری مقابلے میں لوگوں کو بیوقوف بنانے کیلئے استعمال کیے جاتے ہیں۔ انسانی حقوق کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ ہمارے ملک میں انکا وجود ہی نہیں ہے۔ جو چیز نہ ہو، اس پر کیا بات کرنی۔ قصہ کوتاہ یہ ہے اس بد قسمت ملک میں نہ ماضی میں "مکمل جمہوریت" تھی اور نہ آنے والے وقت میں ہو سکتی ہے۔ باقی باتیں ہیں، جتنی مرضی کر لیجئے۔ مگر سچ یہی ہے کہ یہ ملک اب تک کسی بھی نظام کو اپنا نہیں سکا۔ جمہوریت تو صرف ایک نعرہ ہے۔ اسکے سوا کچھ بھی نہیں!

راؤ منظر حیات